جناب پروفیسر محمد سلیمان اظہر
ایڈنبرا یونیورسٹی برطانیہ

حضرت عیسیٰؑ، بائیبل کی روشنی میں!

قارئین کو یاد ہوگا، کچھ عرصہ پیشتر جناب پروفیسر صاحب کا ایک سلسلہ وار مضمون "تحریک ختم نبوت کے گمشدہ اوراق" ترجمان کے صفحات کی زینت بنتا رہا ہے۔ یہ سلسلہ تکمیل سے قبل ہی رک گیا تھا۔ اس پر ان سے رابطہ قائم کرنے کی بہت کوشش کی گئی۔ لیکن مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر دو ماہ قبل اچانک ہی ان کا محبت نامہ موصول ہوا۔ معلوم ہوا، موصوف اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے ایڈنبرا یونیورسٹی میں داخلہ لے چکے ہیں۔ اس خط میں انہوں نے جلد ہی ترجمان کی محفل میں دوبارہ شمولیت کی خوشخبری سنائی تھی ——— چنانچہ آج ان کا ایک نیا مضمون قارئین کے سامنے ہے۔

جہاں تک سابقہ نامکمل مضمون کا تعلق ہے، اس کی تکمیل وہ ان شاء اللہ وطن واپس تشریف لانے کے بعد کریں گے۔ اس کا انہوں نے وعدہ فرمایا ہے۔ تاہم اسی دوران ان کے دیگر مضامین ترجمان میں شائع ہوتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ!

چند ماہ قبل ان کا ایک مضمون بعنوان "حضرت عیسیٰؑ تاریخ کے آئینہ میں" ماہنامہ محدث لاہور میں شائع ہوا تھا۔ جس کا جواب عیسائی رسالہ "کلام حق" گوجرانوالہ نے دیا۔ لیکن پھر پروفیسر صاحب کے جواب الجواب لکھنے کے بعد "کلام حق" نے مکمل خاموشی اختیار کر لی ——— زیر نظر مضمون اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ——— ہمیں امید ہے گرانقدر معلومات سے بھرپور یہ مضمون، حسب سابق، قارئین کے لیے خاصا دلچسپ ثابت ہوگا! (ادارہ)

گزشتہ سال ہمارا ایک مضمون بعنوان "حضرت عیسیٰؑ تاریخ کی روشنی میں" ماہنامہ محدث لاہور میں شائع ہوا۔ جسے پڑھ کر ہمارے مسیحی احباب بہت چیں بہ جبیں ہوئے اور انہوں نے ہماری معروضات کے جواب میں اپنے ماہنامہ "کلام حق" گوجرانوالہ میں ایک مضمون شائع کیا اور براہِ نوازش وہ شمارہ ہمیں بھی ارسال فرمایا۔ ہم نے "مغالطوں کا ازالہ" کے عنوان سے محدث ہی کے ذریعے اپنے ان احباب کو پھر مخاطب کیا تو ان کی

زبان گنگ ہو کر رہ گئی ۔ اگر کوئی آواز نکلی بھی ہو تو وہ اس قدر دھیمی ہو گی جو ہماری سماعت کی حد میں نہیں آ سکی ۔
اب ایک طویل وقفہ کے بعد ہم حضرت عیسیٰؑ ہی کی شخصیت پر ایک اور مضمون نذرِ قارئین کرتے ہیں ۔ لیکن اسے انہیں تاریخ کی روشنی میں نہیں بلکہ بائیبل کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اس مقصد کیلئے ہم بائیبل کا جو ایڈیشن استعمال کر رہے ہیں وہ واچ ٹاور بائیبل اینڈ ٹریکٹ سوسائٹی نیویارک کی جانب سے شائع شدہ ساتواں ایڈیشن ہے جو ۱۹۷۰ء میں ۷۰ لاکھ کی تعداد میں طبع ہوا ہے ۔ بائیبل کے ضمن میں ایڈیشن وغیرہ کا حوالہ دینا از حد ضروری ہے ۔ کیونکہ اس کا تقریباً ہر ایڈیشن دوسرے سے لفظی و معنوی اختلافات رکھتا ہے ۔ نسخوں کا یہ اختلاف عیسائیوں کیلئے اتنا بڑا دردِ سر بن چکا ہے کہ اب وہ بھی اسے تسلیم کر لینے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں سمجھتے ۔ بلکہ اب تو علی الاعلان یہ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں نسخے اور ایڈیشن میں یہ بات یوں تھی اور ہم نے موجودہ ایڈیشن میں اسے تبدیل کر کے یوں کر دیا ہے ۔ مثلاً اسی زیرِ نظر ایڈیشن کے صفحہ ۱۴۴۶ اور ۱۴۴۷ پر ان الفاظ کی فہرست ہے جو گزشتہ ایڈیشن کی نسبت اس ایڈیشن میں تبدیل کر دیئے گئے ہیں ـــــ اور ایک فہرست ان آیات کی ہے جن میں سے الفاظ حذف کر دیئے گئے ہیں ۔ اور تیسری فہرست ان آیات کی ہے جن میں کچھ الفاظ داخل کر دیئے گئے ہیں ۔ اور یہ تعداد سو سے سے زائد ہے ۔ یہ ذکر میں نے اس لئے کر دیا ہے کہ شاید ہماری کوئی بات آپ کو بائیبل میں نظر نہ آسکے ۔ یا ہمارے اخذ کردہ معانی سے مختلف صورت نظر آئے تو ہمیں بددیانتی کا الزام دینے کی ضرورت نہیں ہے ، کیونکہ ان لوگوں کے نزدیک تبدیلیٔ معانی والفاظ کوئی بات ہی نہیں ہے ۔ یہ تو بڑی معصومیت سے لکھ دیتے ہیں کہ گزشتہ ایڈیشن میں فلاں جگہ بھیڑ کا لفظ تھا ، ہم نے اس کی جگہ بیل لکھ دیا ہے ـــــ گزشتہ میں بیٹھنے کا ذکر تھا ، ہم نے لیٹنا کر دیا ہے ۔ اس لئے ہم اپنے حوالوں کے ضمن میں صرف اسی حد تک ذمہ دار ہیں کہ وہ مذکورہ ادارے کی طبع کردہ بائیبل کے ساتویں ایڈیشن میں سے ہے ۔

اب آئیے موضوع کی جانب ۔

قارئین محترم ، کسی شخصیت کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی ابتدا اس بات سے ہوتی ہے کہ وہ شخص کس خاندان سے تھا ، اس کے والدین کون تھے ، وہ کس نسل سے تھا ، اس کے آباؤ اجداد کون تھے ؟ حضرت عیسیٰؑ کی شخصیت کا مطالعہ بھی یہیں سے شروع ہوتا ہے ۔ اور ہم آج کی نشست میں اپنے آپ کو یہیں تک محدود رکھنے کی کوشش کریں گے ۔ ہم اپنے ماخذ کے طور پر صرف بائیبل کو استعمال کریں گے جو ہمارے نزدیک ایک تحریف شدہ کتاب ہے ۔ اس لئے اس مضمون کے مندرجات ہمارے اپنے نظریات نہیں ہیں بلکہ ہمیں اکثر سے اختلاف ہے ۔

حضرت عیسیٰؑ بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے۔ بنی اسرائیل حضرت یعقوبؑ کے بارہ صاحبزادوں کی اولاد کو کہتے ہیں۔ جو مرورِ ایام سے بارہ قبائل کی صورت اختیار کر گئی تھی۔ اور بائیبل کے مطابق حضرت موسیٰؑ کے وقت تک ان کی تعداد ۲۰ لاکھ سے زیادہ ہو چکی تھی۔ ان بارہ قبیلوں کے نام یعقوبؑ کے بارہ صاحبزادوں کے نام پر مشہور ہیں۔ ان بارہ میں سے دو کا ذکر اکثر ہمارے مضمون میں آئیگا۔ اس لئے ان کا تعارف ضروری ہے۔ ایک تو بنی لاوی ہیں جو لاوی کی اولاد ہیں اور موسیٰؑ و ہارونؑ اسی خاندان سے تھے۔ ذکریاؑ اور یحییٰؑ بھی بقول بائیبل اسی قبیلہ سے تھے۔ بائیبل میں اس قبیلہ کو مذہبی قائدین کا قبیلہ سمجھا جاتا ہے۔ دوسرے بنی یہودا ہیں۔ جو یہودا کی اولاد ہیں۔ اور داؤدؑ و سلیمانؑ اور بنی اسرائیل کے تقریباً تمام بادشاہ اسی خاندان سے ہیں۔ اسے بنی اسرائیل کے بادشاہوں کا قبیلہ سمجھا جاتا ہے۔ بقول بائیبل حضرت عیسیٰؑ بھی اسی قبیلے سے ہیں۔ ہمارے مضمون میں چونکہ اس دوسرے خاندان کی اہمیت زیادہ ہے۔ اس لئے اس کا مزید تعارف بھی ضروری ہے۔

بائیبل کے مطابق یعقوبؑ کے صاحبزادے اور بنی یہودا کے سربراہ یہودا نے اپنے بیٹے کی بیوی تمار سے زنا کیا۔ جس کے نتیجے میں تمار سے یہودا کے دو حرام زادے فارص اور زارح نامی بھائی پیدا ہوئے اور بنی یہودا انہی کی اولاد سے ہیں۔ داؤدؑ فارص کی دسویں پشت سے ہیں۔ اور عیسیٰ بھی داؤد کی نسل سے ہیں ——— یہ کہانی بائیبل کی کتاب پیدائش کے باب ۳۸ میں صفحہ ۵۳، ۵۴ پر بڑی تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کا نسب نامہ انجیلوں میں دو جگہ یعنی انجیل متی اور انجیل لوقا میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق آپ داؤدؑ کی اولاد سے ہیں اور داؤدؑ یعقوبؑ کی اولاد سے ہیں۔ اور یعقوبؑ اولادِ ابراہیمؑ سے ہیں۔ بنی اسرائیل میں یہ تصور تھا کہ داؤد کی نسل میں سے ایک ایسا فرد آئیگا جو بنی اسرائیل کو ان کی عظمتِ رفتہ واپس لوٹا دیگا۔ اور وہ تختِ داؤد کا وارث ہوگا۔ ایسے فردِ منتظر کو مسیح کہا جاتا تھا۔ عیسائیوں کے نزدیک مسیح عیسیٰؑ کی شکل میں آ چکا ہے اور یہود کے نزدیک ابھی مسیح نہیں آیا۔ اس لئے عیسیٰ کو مسیح کہنا غلط ہے۔ تاہم دونوں اس پر متفق ہیں کہ مسیح کا نسل داؤد سے ہونا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں کی اناجیل میں عیسیٰؑ کا نسب نامہ داؤد سے ملایا گیا ہے۔ لیکن متی اور لوقا کے بیان کردہ نسب میں فرق ہے۔ اگرچہ دونوں داؤد اور پھر ابراہیم تک جاتے ہیں۔ لیکن درمیان میں جا بجا اختلاف ہے۔ اور اس اختلاف کا آغاز مسیح کے دادا کے نام سے ہو جاتا ہے۔ انجیل متی کے مطابق دادا کا نام یعقوب بن متان ہے۔ اور لوقا کے مطابق دادا کا نام ہالی بن متھات ہے۔ اور یہ اختلافِ اسماء بڑھتا چلا جاتا

ہے۔ یعنی متی کے مطابق ایلیازار بن ایلیود بن اچیم بن زدوک بن آزر بن ایلیاکیم بن ابی یود بن زربابیل بن شیالتیل بن جیکونیاہ بن یوسیاہ بن آمن بن مناسی بن حزقیاہ بن آحز بن جوتھم بن اُزّیاہ بن جیورام بن جہوشیافت بن آسا بن ابی جاہ بن رجبعام بن سلیمان بن داؤد بن جیسی بن عبید بن لوآز بن سالمن بن ناشوم بن امنی داب بن رام بن ہیرزون بن فارمن بن یہودا بن یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ۔

اور لوقا کے مطابق:

لیوی بن میلچی بن جنائی بن یوسف بن متھاتھیس بن آموس بن ناحوم بن ایلیسی بن نگائی بن ماتھ بن متھاتھیس بن سیمین بن یوسف بن جودا بن جونان بن رلیسا بن زربابیل بن شیالتیل بن نیری بن ملچی بن عدی بن کوسام بن المادام بن ار بن جیس بن ایلیازار بن حورم بن متھاٹ بن لیوی بن سیمین بن جوداس بن یوسف بن جونام بن ایلیاکیم بن میلی بن منا بن متھاٹھا بن ناتھن بن داؤد بن جیسی بن عبید بن لوآز بن سالمن بن ناشوم بن امنی داب بن ارنی بن ہیرزون بن فارمن بن یہودا بن یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیم۔

قارئین کرام! انجیل متی اور انجیل لوقا میں حضرت عیسٰی کا یہ نسب نامہ دیا گیا ہے۔ چونکہ عیسٰی، ایک ہی شخص کا نام ہے، اس لئے اس کا باپ بھی ایک ہی ہونا چاہیئے، دادا بھی ایک ہی ہونا چاہیئے، پردادا بھی، لفظہ مختصر پورا نسب نامہ خواہ وہ کسی بھی کتاب میں بیان ہو، ایک ہی ہونا چاہیئے۔ لیکن آپ بغور مطالعہ کریں، کیا آپ کو انجیل متی اور لوقا میں بیان کردہ نسب نامہ ایک ہی معلوم ہوتا ہے یا ان میں اختلاف ہے؟ یا ایک کی بجائے یہ مختلف اشخاص کے نسب نامے معلوم ہوتے ہیں، متی کے مطابق عیسٰیؑ ایلیازار کے پڑپوتے ہیں اور لوقا کے مطابق آپ لیوی کے پڑپوتے ہیں۔ اور پھر یہ اختلاف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ صرف اختلاف اسماء ہی نہیں بلکہ تعداد آباء میں بھی اختلاف ہے۔ متی کے مطابق عیسٰیؑ سے ابراہیمؑ تک ۴۶ نسلیں ہیں اور لوقا کے مطابق ۶۱ نسلیں ہیں۔ یہ کیا گورکھ دھندا ہے؟ دونوں اناجیل عیسائیوں کے بقول الہامی ہیں۔ اس لئے دونوں ہی غلطی سے مبرا ہیں۔ پھر اس معمے کا کیا حل ہے؟ اگر دو تین نسلوں کا فرق ہو تو اتنے طویل زمانے میں گوارا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اکٹھی ۱۵ نسلیں، یا تو ایک نے نسب نامے میں جمع کر دی ہیں یا دوسرے نے نسب نامے سے خارج کر دی ہیں۔

ہمارے عیسائی احباب بے زبان نہیں ہیں، اس لئے ان دشواریوں کا حل بھی بیان کرتے ہیں کہ واقعتاً دونوں نسب نامے باہم مختلف ہیں اور دو افراد کے نسب نامے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ دراصل شعوری کوشش ہے جو اناجیل کے مرتبین نے کی ہے۔ انہوں نے غلطی سے نہیں بلکہ جان بوجھ کر کی۔ ایک نے

تو عیسیٰؑ کا نسب نامہ بواسطہ ان کے باپ یوسف کے درج کیا ہے ۔ اور دوسرے نے عیسیٰ کا نسب بواسطہ ان کی والدہ مریم کے درج کیا ہے ۔ اور دونوں شجرے داؤدؑ پر جا کر ایک ہو جاتے ہیں ۔ دونوں مؤلفین نے دراصل یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ عیسیٰ نجیب الطرفین ہیں اور ماں اور باپ دونوں کی طرف سے داؤد کے فرزند ہیں اور ان کے تخت کے مسلمہ جانشین ہیں ۔ خواہ ماں کے نسب کا لحاظ کیا جائے خواہ باپ کے سلسلہ نسب کا !

یہ تاویل دل کو لگتی ہے اور عیسائیوں کو اس تاویل پر ناز ہے ۔ لیکن اس کی حیثیت بھی ریت کے گھروندے سے زیادہ نہیں ہے ۔ ہم ایک واضح مثال سے اپنی بات سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ دو اشخاص کے نام ہیں اور دونوں کے الگ شجرہ ہائے نسب ہیں یعنی محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ـــــ اور علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ۔ ان دونوں فہرستوں میں محمدؐ اور علیؓ تو صاحب شجرہ ہیں ، عبداللہ اور ابوطالب بالترتیب ان دونوں کے والد ہیں اور عبدالمطلب دونوں کے دادا ہیں ۔ یعنی اس شخص پر دونوں کا شجرۂ نسب باہم مل کر ایک ہو جاتا ہے ۔ اس لئے اگلا فرد دونوں کا پردادا ہے ۔ اب اس سے آگے سلسلہ جہاں تک چلاتے جائیں ، ایک ہی رہے گا ۔ کہیں دو نہیں ہو سکتے ۔ کیونکہ ایک بیٹے کا باپ ایک ہی ہو سکتا ہے ، دو نہیں!
اب آئیے انجیلی شجروں کی طرف ۔ متی اور لوقا کے دیئے ہوئے عیسیٰؑ کے شجرہ ہائے نسب جو بقول عیسائیوں کے یوسف اور مریم کے شجرے ہیں ، زربابل پر جا کر مل جاتے ہیں جس طرح محمدؐ اور حضرت علیؓ کا نسب عبدالمطلب پر جا ملتا ہے ۔ اب جس طرح عبدالمطلب سے آگے دونوں کا نسب ایک ہی ہے ، اسی طرح زربابل سے آگے یوسف و مریم کا نسب نامہ ایک ہی ہونا چاہیئے ۔ لیکن ایسا نہیں ہے ۔ یہ دنیا کا عجیب ترین نسب نامہ ہے ۔ یہاں متی کے مطابق زربابل کا باپ شیالتیل جیکونیاہ کا بیٹا ہے اور لوقا کے مطابق یہی شیالتیل نیری کا بیٹا ہے ۔ اور پھر نسب نامہ الگ ہو کر داؤدؑ تک ایک کے مطابق بذریعہ سلیمانؑ پہنچتا ہے اور دوسرے کے مطابق بذریعہ ناتن پہنچتا ہے ۔ ہمیں شاید کوئی اعتراض نہ ہوتا اور ہم ان کی تاویل مان لیتے کہ ایک نسب یوسف کا ہے ، ایک مریم کا ۔ لیکن اب بات ماننا کچھ مشکل ہو گئی ہے ۔ چلو ٹھیک ہے ، یوسف و مریم کے ہی سہی ۔ لیکن جب دونوں باہم یکجا ہو جائیں تو پھر دو شاخیں ساتھ چلانے کے بعد شجرے کو الگ کیا ہی نہیں جا سکتا ۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ شالتیل نیری کا بیٹا بھی ہو اور جیکونیاہ کا بھی ۔ ایک باپ کے دو بیٹے تو ہو سکتے ہیں لیکن ایک بیٹے کے دو باپ تسلیم کرنے کے لئے جس دل و دماغ کی ضرورت ہے وہ ہمارے عیسائی احباب کے پاس ہو تو ہو ، ہم اس سے تہی دامن ہیں ۔

اور یہ غلطی کوئی اتفاقی غلطی نہیں ہے جس سے صرف نظر کر لیا جائے۔ بلکہ یہ نسب نامہ تو "تن ہمہ داغ داغ شد" کا مرقع ہے۔ داؤد سے اوپر ابراہیم کی طرف چلیں تو وہاں بھی دھاندلی ہے۔ دیکھیں، انجیل متی کے مطابق ناشوم بن امنی داب بن رام بن ہیبرزون ہے۔ اور لوقا کے مطابق ناشوم بن امنی داب بن ارنی بن ہیبرزون ہے۔ یہاں پھر یہی معاملہ ہے۔ یعنی امنی داب رام کا بھی بیٹا ہے اور یہی شخص ارنی کا بھی بیٹا ہے۔ گویا یہاں بھی ایک شخص کے دو باپ ہیں۔

ان نسب ناموں کے ضمن میں ایک اور غلطی کی نشاندہی ضروری ہے۔ یعنی:

متی نے جو نسب بیان کیا ہے اس میں ابی ہود بن زربابیل کا نام ہے اور لوقا نے اس کی بجائے ریسا بن زربابیل لکھا ہے۔ یعنی ان کے مطابق یوسف و مریم زربابیل کے دو بیٹوں ابی ہود اور ریسا کی اولاد سے ہیں۔ لیکن ہم انگشت بدنداں ہیں کہ کیا کریں ـــــــ کتاب مقدس کی کس آیت کو پس پشت ڈالیں۔ کیونکہ نسب نامے والی آیات کے مطابق تو ریسا اور ابی ہود جناب زربابیل کے صاحبزدگان گرامی ہیں۔ لیکن اسی کتاب کی ایک دوسری آیت میں تواریخ اول باب ۳ آیت ۱۹ میں زربابیل کے بیٹوں کے نام درج کئے گئے ہیں جو پانچ ہیں۔ اور کل یہی پانچ ہیں۔ لیکن ان میں نہ تو ریسا کا نام شامل ہے نہ ابی یہود کا۔ دیکھیے ص ۴۶۴

قارئین محترم، آپ ان غیر مانوس ناموں کی فہرستیں پڑھ کر بور ہو گئے ہوں گے۔ آئیے اب آپ کو ایک انتہائی دلچسپ بات بتاتا ہوں جو انہی نسب ناموں سے متعلق ہے۔

لوقا کی انجیل کے باب اول، آیت ۵ میں ہے کہ ذکریا کی بیوی کا نام الزبتھ تھا اور وہ اولاد ہارون سے تھی۔ اولاد ہارون سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ قبیلہ بنی لاوی سے تعلق رکھتی تھی کیونکہ موسیٰ و ہارون بنی لاوی میں سے ہیں۔ اسی انجیل کے اسی باب کی آیت ۳۶ کے مطابق مریمؑ اس الزبتھ کی رشتہ دار ہیں۔ اس رشتے کی وضاحت میں عیسائی معترضین کا کہنا ہے کہ دونوں عورتیں خالہ زاد بہنیں ہیں۔ گویا مریم کی والدہ اور الزبتھ کی والدہ حقیقی بہنیں ہیں۔ اور چونکہ انجیل کے مطابق الزبتھ بنی لاوی میں سے ہے۔ اس لئے الزبتھ کی ماں بھی بنی لاوی میں سے ہو گی۔ اور اس کی بہن بھی بنی لاوی میں سے ہو گی۔ یعنی مریم کی والدہ بنی لاوی میں سے ہوئی۔

اب چلئے قوانین موسوی کی طرف، جو عیسیٰؑ کی شریعت آنے سے قبل بنی اسرائیل کے مسلمہ قوانین تھے۔ ان قوانین شادی کے متعلق بھی ہدایات ہیں۔ اور موسیٰؑ نے حکم دیا ہے کہ کوئی عورت (بنی اسرائیل کی) اپنے قبیلے سے باہر کسی دوسرے قبیلے کے مرد سے شادی نہ کرے (دیکھئے گنتی باب ۳۶ ص ۲۰۸) یعنی بنی یہودا کی عورت بنی یہودا کے مرد سے ہی شادی کر سکتی ہے۔ اس کے خلاف کرنے والا موسیٰؑ کے حکم کا نافرمان ہوگا۔

اور وہ عورت فعلِ حرام کی مرتکب ہوگی۔ یہ معاملہ بہت نازک ہے۔ یعنی جس طرح عورت اپنے بھائی سے شادی نہیں کر سکتی اسی طرح دوسرے قبیلے کے مرد سے بھی اس کی شادی حرام ہوگی۔ جیسا کہ اسلام میں یوں ہے کہ کوئی مسلمان عورت کسی غیر مسلم سے شادی نہیں کر سکتی۔ جو عورت ایسا کرے وہ فعلِ حرام کی مرتکب ہوگی اور اس شادی کی پیداوار کو اسلام حرام قرار دیتا ہے۔

قارئین، آپ سمجھ چکے ہوں گے کہ ہم کس بات کی اہمیت کو بار بار واضح کر رہے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے کسی عورت کی شادی اگر غیر قبیلے میں ہوگی تو وہ حکمِ موسوی، جو حکمِ خداوندی ہے، کی خلاف ورزی ہوگی۔ تورات کے حکم کو پسِ پشت ڈال دیگی۔ اور اس کی شادی حرام اور ناجائز ہوگی۔ ایسی حرام اور ناجائز شادی کی پیداوار اولاد بھی ناجائز قرار پائے گی ——— اب آئیے، مریم اور الزبتھ کی ماؤں کی طرف۔ یہ عورتیں بنی لاوی میں سے ہیں۔ اور ابھی عیسیٰ تشریف نہیں لائے، اس لئے حکمِ موسوی وقت کا مذہبی قانون ہے۔ اس لئے ان کی شادی جبھی جائز ہو سکتی ہے جب یہ بنی لاوی کے مردوں سے شادی کریں۔ اگر بنی یہودا میں شادی کریں گی تو حرام ہوگی۔

لیکن موجودہ انجیل لوقا بتاتی ہے کہ الزبتھ بنی لاوی میں سے تھی۔ اور اس کی شادی ذکریا (بنی لاوی) سے ہوئی اور مریم الزبتھ کی رشتہ دار تھی۔ یہ رشتہ خالہ زاد بہنوں کا رشتہ تھا۔ گویا الزبتھ کی ماں اور مریم کی ماں بہنیں ہیں۔ اور ایک ہی باپ کی اولاد ہیں۔ جو یقیناً بنی لاوی میں سے ہونا چاہیئے۔ ورنہ الزبتھ، بنی لاوی میں نہیں ہو سکتی ——— جبکہ انجیل کو اس پر اصرار ہے ——— اگر الزبتھ بنی لاوی میں سے ہے تو مریم کا بنی لاوی میں سے ہونا ناگزیر ہے کیونکہ دونوں کا ایک ہی نانا ہے۔ اگر مریم بنی لاوی میں سے ہے تو یوسف کا بنی لاوی میں سے ہونا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ کسی اور خاندان سے ہو تو یہ مریم و یوسف کی شادی حرام قرار پاتی ہے۔ اگر یہ شادی جائز ہے تو پھر دونوں میاں بیوی بنی یہودا سے نہیں بلکہ بنی لاوی میں سے ہیں جبکہ اناجیل میں موجود دونوں نسب نامے، خواہ یوسف و مریم کے نسب نامے ہونے کا دعویٰ کیا جائے، غلط قرار پاتے ہیں۔ کیونکہ دونوں نسب نامے ان دونوں کو بنی یہودا سے ظاہر کرتے ہیں۔

قارئین، یہاں آکے عیسائی احباب کیلئے بہت بڑی مشکل پیدا ہوگئی ہے۔ نسب نامے بھی اناجیل میں ہیں۔ اور الزبتھ کا بنی لاوی میں سے ہونا بھی انجیل میں ہے۔ اور الزبتھ کے بنی لاوی میں سے ہونے کا نتیجہ یوسف و مریم کے بنی لاوی سے ہونا نکلتا ہے۔ اور اس طرح ان کا نسب لاوی تک پہنچنا چاہیئے، یہودا تک نہیں۔ اور اس نسب میں داؤد کا نام نہیں آنا چاہیئے۔ کیونکہ داؤد و سلیمان بنی یہودا میں سے ہیں۔ اب یا تو یہ نسب نامے غلط ہیں، یا پھر انجیل لوقا کی یہ عبارت کہ "الزبتھ بنی لاوی میں سے تھی"

اور مریم اس کی رشتہ دار تھی" غلط ہے — کون سی غلط ہے؟ — فیصلہ ہم عیسائی احباب پر چھوڑتے ہیں۔ ویسے کسی بھی فیصلے کے نتائج سے آگاہ کر دینا ضروری سمجھتے ہیں — اگر یہ کہا جائے کہ الزبتھ بنی لاوی میں سے نہیں تھی تاکہ مریم کو بنی یہوداہ میں ثابت کر کے نسب ناموں کو درست قرار دیا جا سکے تو الزبتھ کی شادی ذکریا کے ساتھ بلحاظ قانونِ موسوی حرام قرار پاتی ہے اور اس شادی کا نتیجہ یحییٰؑ پر نافذ ہوتا ہے۔ جو انجیل کے مطابق بقول عیسیٰؑ، عیسیٰ کے بعد سب سے بڑے پیغمبر ہیں۔ مزید برآں یہ زد ذکریاؑ کے بیٹے یحییٰؑ پر ہی نہیں پڑتی بلکہ عیسیٰؑ پر بھی پڑتی ہے۔ کیونکہ بائبل کے مطابق دسویں پشت تک کوئی حرام زادہ خدا کی جماعت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جب یحییٰ ہی خدا کی جماعت کے فرد نہیں ہیں تو عیسیٰ کیسے خدا کی جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں جنہوں نے بپتسمہ یحییٰ سے لیا ہے؟ یہاں ہم یہ بات دوبارہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ تمام متعلق نتائج، موجودہ بائبل کی روشنی میں سامنے آتے ہیں، ہمیں نہ صرف ان باتوں سے اختلاف ہے بلکہ ان برگزیدہ شخصیتوں کے متعلق ان لغویات کا تصور تک ہمارے نزدیک توہین، گستاخی بلکہ کفر تک پہنچا دینے کے مترادف ہے نعوذ باللہ من ہذہ الہفوات!)

اگر یہ کہا جائے کہ الزبتھ تو بنی لاوی میں سے تھی لیکن مریم بنی لاوی میں سے نہیں تھی۔ اگرچہ خالہ زاد بہن تھی، جس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ الزبتھ اور مریم کی ماؤں کی شادی الگ الگ خاندانوں میں ہوئی ہو، یعنی الزبتھ کی والدہ بنی لاوی میں بیاہی گئی اور مریم کی والدہ بنی یہوداہ میں۔ تو اس صورت میں ایک شادی حرام ہے۔ کیونکہ دونوں کے والدین یقیناً ایک ہی خاندان سے ہوں گے۔ اور وہ جس خاندان کے افراد ہوں گے، ان کی بیٹیاں قانونِ موسوی کے مطابق اسی خاندان میں بیاہی جانی چاہئیں۔ اگر انجیل لوقا کی عبارت کے دفاع میں یہ مذکورہ صورت تسلیم کر لی جائے کہ مریم کی والدہ جو حقیقتاً بنی لاوی میں سے تھی، بنی یہوداہ میں بیاہی گئی تو یہ شادی ناجائز ہوئی جس کی زد مریم پر پڑتی ہے۔

ہم گوش برآواز ہیں۔ ہمارے عیسائی احباب یقیناً کچھ کہیں گے۔ اگر وہ اپنی نگارشات ہمیں اس پتہ پر ارسال فرمائیں تو ہم نہ صرف ان کا جواب دیں گے بلکہ مزید حقائق کی نقاب کشائی بھی کریں گے۔ ان شاء اللہ!

M. SULEMAN
54, RANKIELLOR ST. 2ND FLAT.
EDINBURGH
U.K.